کوکب شہزاد

ڈاکٹر محمد فاروق ـــــ کچھ یادیں، کچھ باتیں

ڈاکٹر محمد فاروق خان ایک ہمہ جہت شخصیت تھے، مقرر، مصنّف، مفسّر، معالج، سوشل ورکر اور ٹی وی پرفورمر۔ ۲۰۰۹ء میں جب میں کسی سیمینار کے سلسلے میں مصر گئی تو وہاں ''Reproductive Health'' کے موضوع پر ان کی کتاب دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ ایک سال پہلے جب انھوں نے اپنے علاقے میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن سے متاثر ہونے والے علاقوں کے دوسو متاثر خاندانوں کو اپنے علاقے میں ٹھہرا رکھا تھا اور وہ اور ان کی اہلیہ ان لوگوں کے کھانے، پینے اور رہایش کے انتظام میں سرگرم تھے تو میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ میری کلاس میں آکر لیکچر دیں، اس موقع پر انھوں نے مجھے جو جواب دیا، اس سے میرے دل میں ان کی عزّت بہت بڑھ گئی۔ انھوں نے کہا: ''میں مردان سے باہر زیادہ وقت نہیں گزارتا کیونکہ مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ اگر رات کو بارش یا طوفان آئے تو ان لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

کچھ سال پہلے ہم لوگ ان کے گھر کچھ دنو ں کے لیے مردان میں ٹھہرے، انھوں نے اور ان کی اہلیہ نے زبردست میزبانی کی۔ اس دوران میں ایک بات پر بڑی حیرت ہوتی کہ میز پر کھانا چننے کے بعد وہ دونوں میاں بیوی کھانے والے کمرے سے باہر چلے جاتے، جبکہ ہمارے پنجاب میں تو مہمان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا ہے۔ بہت دیر بعد میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ شاید وہ اس لیے باہر چلے جاتے ہیں تاکہ ہم بے تکلّفی سے کھانا کھاسکیں۔

ان کی شخصیت کی کتنی پرتیں تھیں، کھلے ہوئے گلاب کی پتیوں کی طرح ان کی شخصیت کے رنگ تھے۔ اسی سال جنوری میں اسلام آباد میں، میں اور وہ ایک سیمینار میں اکٹھے تھے اور نوجوانوں کے مسائل سن رہے تھے اور ان کے سوالوں کے جواب دے رہے تھے۔ اس دوران میں انھوں نے بتایا کہ میں نے اپنے بچّوں سے کہہ رکھا تھا کہ تم جب

بھی کہو گے، میں تمھاری شادی کر دوں گا، لیکن تم زندگی میں کبھی کوئی غلط کام نہ کرنا۔

ان کا تعلّق ایک ایسے علاقے سے تھا جہاں ابھی تک عورت کو سات پردوں میں رکھنے کو پسند کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود عورتوں کی ترّقی اور حقوق کے وہ کس قدر علم بردار تھے، اس کی سب سے بڑی مثال خود ان کی زوجہ محترمہ ڈاکٹر رضوانہ فاروق صاحبہ ہیں جن کو وہ ہمیشہ اپنے ساتھ لے کر چلے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے ہر لیکچر اور گفتگو میں کسی نہ کسی حوالے سے ان کا ذکر کرتے۔ میں نے اکثر یہ سن رکھا ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے، لیکن بچشم خود دیکھا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے لیے کتنا بڑا سہارا تھے۔

وہ اپنے مریضوں کے ڈاکٹر ہی نہیں، دوست بھی تھے۔ وہ انھیں ملاقات کا وقت بھی زیادہ دیتے اور فون پر بھی ان کی شکایتیں انتہائی تحمّل مزاجی سے سنتے اور آدھی تکلیف تو ان کی تسلّی ہی سے دور ہو جاتی۔ بہت کچھ کہا جا سکتا ہے، مگر اتنا ہی کہوں گی کہ اللہ ان کی شہادت کو قبول فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

آج کے تمام مسلمان ممالک اقوام متحدہ کے ذریعے سے ایک دوسرے سے معاہدۂ امن میں بندھے ہوئے ہیں۔ اس لیے اسلامی لحاظ سے یہ ان پر لازم ہے کہ کسی دوسرے ملک کے خلاف جارحیت نہ کریں۔ آج اقوام عالم کا اجتماعی ضمیر اس مقام تک پہنچ رہا ہے جہاں مظلوموں کی مدد کرنا، تمام دنیا کا فرض بن جاتا ہے۔ یہی قرآن کا پیغام ہے۔ تاہم اب بھی دنیا کے طرز عمل میں بہتری کی بہت گنجائش موجود ہے۔ اگر پوری دنیا اسلام کے تصور جہاد کو اپنا لے تو دنیا سے ظلم وستم کا خاتمہ ہو جائے کیونکہ اسلام میں جہاد صرف اور صرف ظلم کے خلاف ہے۔

(ڈاکٹر فاروق خان کی کتاب ''جدید ذہن کے شبہات اور اسلام کا جواب'' سے ایک اقتباس ۴۴)